حکیم محمود احمد ظفر۔ سیالکوٹ

جنت میں لے جانے والے اعمال

****

ویسے تو ہر نیکی جنت میں لے جانے والی ہے اور ایک مومن سراپا خیر ہے۔ وہ جہاں بھی جاتا ہے نیک کام ہی کرتا ہے اور اسی وجہ سے قران حکیم میں یہ بتایا گیا ہے کہ جنت متقین اور نیک لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث نبوی میں مومن کے بارہ میں مثال دے کر فرمایا: مومن کی مثال کھجور کے درخت کی طرح ہے کہ تمہیں اس سے فائدہ ہی پہنچے گا۔

(کشف الاستار جلد ۱ ۳ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸۳)

لیکن احادیث نبویہ میں چند باتیں ایسی بیان کی گئی ہیں جو آدمی کو جنت میں لے جانے والی ہیں۔ وہ باتیں اتنی مشکل بھی نہیں لیکن ان کی عادت ڈالنا مشکل ہے۔ جب ان کی عادت ڈال لی جائے تو پھر ان کے مطابق یا ان پر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ اور جب ان باتوں پر عمل ہو گا تو آدمی جنت کے داخلے کا مستحق ہو گا اور اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو گی۔ ان میں سے چند ایک خصلتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے جس کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یوں روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک شخص کو مزے کرتے ہوئے دیکھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس نے راستہ سے ایک ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو مسلمانوں کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا۔

(مسلم جلد ۴ ص ۲۰۲۱، باب فضل ازالۃ الاذیٰ عن الطریق)

اسی سلسلہ میں سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے مسلمانوں کے راستہ اور گزرگاہ سے تکلیف دہ شے کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔ اور جس شخص کی ایک بھی نیکی قبول ہو گئی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(رواہ السیوطی فی جامع الصغیر)

اسلام سلامتی کا دین ہے۔ وہ ہر شخص کو امن و سلامتی میں رکھنا چاہتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص کسی کو کوئی تکلیف دے یا کسی مسلمان یا انسان کو کوئی تکلیف پہنچے۔ اس لیے یہ بشارت دی گئی کہ ہر شخص کو جو اسلام کا اقرار کرتا ہے، راستہ میں سے ہر اس شے کو ہٹا دینا چاہیے جو کسی دوسرے شخص کے لیے تکلیف و ایذا کا باعث بنے۔

تکلیف دہ شے سے مراد ہر وہ شے ہے جو لوگوں کے لیے باعث اذیت ہو خواہ وہ گندگی یا کوئی اینٹ پتھر ہو یا پھر کوئی درخت وغیرہ۔ ان تمام اشیا کو راستہ سے ہٹا دینا جنت میں داخلہ کا باعث ہوتا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک درخت سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی تھی۔ ایک شخص نے اسے لوگوں کی تکلیف کے ازالہ کے لیے اسے کاٹ ڈالا اور اس وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(مسلم جلد ۴ ص ۲۰۱۲)

اسی مضمون کی ایک اور حدیث یوں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص چل رہا تھا۔ اس نے ایک کانٹے دار درخت کی ٹہنی جھکی ہوئی دیکھی تو اسے ایک طرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے بدلہ میں اس کی مغفرت فرما دی۔ (مسلم جلد ۴ ص ۲۰۲۱)

اس مضمون کی احادیث سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۲۱۴ باب اماطۃ الاذی عن الطریق میں بھی ہیں۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "امت کے اچھے اور برے سب اعمال مجھ پر پیش کیے گئے۔ ان کے اچھے اعمال میں سے میں نے راستے میں موجود تکلیف دہ شے کو ہٹانے کو پایا..... اور برے کاموں میں سے مسجد میں اس طرح تھوکنے کو پایا۔ جسے دبانہ دیا جائے۔ (مسلم جلد ۱ ص ۳۹۰)

علماء نے لکھا ہے کہ حلق یا ناک کی ریزش مسجد میں نہ پھینکنی چاہیے۔ البتہ اگر مسجد کچی ہو تو اس میں گڑھا کھود کر اس میں تھوک کو دبا دیا جائے۔

۲۔ اس بارہ میں دوسری بات پیاسے جانور کو پانی پلانا ہے۔ یہ بھی بہت بڑا کار ثواب ہے اور سیدھا جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں دیکھا۔ وہ اس میں اتر گیا اور پانی پی کر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ اپنی زبان باہر نکالے ہوئے ہے۔ وہ پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا۔ اس شخص نے دل میں کہا کہ جس طرح پیاس نے مجھے تکلیف دی تھی اس طرح اس کتے کو بھی تکلیف ہو رہی ہو گی۔ چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنا چمڑا کا موزہ پانی سے بھر کر اپنے منہ میں تھاما اور کنویں سے باہر آیا اور اس طرح اس کتے کو پانی پلا دیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی اور وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔ (بخاری، مسلم جلد ۴ ص ۱۷۶۱)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دوران ایک کتا ایک کنویں کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے مرا رہا جا رہا تھا کہ بنی اسرائیل کی فاحشہ عورت نے اسے دیکھ لیا اور اس نے اپنے چمڑے کا ایک موزہ اتارا اور اس سے کنویں سے پانی نکال کر اسے

پلا دیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی یہ بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے پوچھا۔ یارسول اللہ! کیا چوپایوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر ہمیں اجر و ثواب ملتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر تر جگر رکھنے والی چیز کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر اجر ملتا ہے۔ (مسلم جلد ۴ ص ۱۷۶۱)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی کسی بلی کتے، بکری، گھوڑے یا کسی اور جانور پر رحم کھاتے ہوئے اسے پانی یا چارہ دے گا۔ اسے اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔ البتہ اس سے وہ جانور مستثنیٰ ہیں جن کو مارنے کا شریعت اسلامیہ میں حکم دیا گیا ہے۔ جیسے چیل، کوا، سانپ، بچھو، سور وغیرہ۔ ان کو پانی پلانا باعث ثواب نہیں بلکہ ان کو مارنا باعث ثواب ہے تاکہ یہ کسی دوسرے شخص کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اور میں گرگٹ بھی آتا ہے۔ اس کو مارنا بھی حدیث میں باعث ثواب آیا ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔

نکوئی بابداں کردن چنان است — کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

۳۔ ان اعمال میں سے ایک عمل اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کرنا بھی ہے۔ اس سلسلہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا، ایک شخص نے اپنے دینی بھائی یعنی مسلمان بھائی کی زیارت کا ارادہ کیا جو کسی دوسرے گاؤں میں رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کے راستہ پر اپنا ایک فرشتہ اس کے انتظار میں بٹھا دیا۔ چنانچہ جب وہ شخص اس فرشتہ کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ اس گاؤں میں میرا ایک دینی بھائی رہتا ہے میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس شخص پر تم نے کوئی احسان کیا تھا جس کی دیکھ بھال کے لیے جا رہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا۔ جی نہیں۔ بس اتنی سی بات ہے کہ میں اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ یہ جواب سن کر اس فرشتے نے کہا مجھے اللہ نے تمہارے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ جیسے اللہ کے لیے تم نے اس سے محبت کی ہے۔ اس طرح اللہ تم سے محبت کرتا ہے''۔ (مسلم جلد ۴ ص ۱۹۸۸، باب فضل الحب فی اللہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے ایک مسلمان سے صرف اللہ کے لئے محبت کی اور اسی محبت کی خاطر اس کی ملاقات کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ بھی پھر اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی شخص سے محبت کرتے ہیں تو اس کو پھر جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔ گویا اللہ کی محبت کی وجہ سے جنت میں داخلہ ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ یہود نے کہا تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی عجیب لفظوں میں تردید فرمائی اور فرمایا:

قل فلم تعذبکم بذنوبکم (المائدہ: ۱۸)

آپ کہ دیں کہ پھر اللہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب کیوں دے گا؟

علماء نے اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ اللہ جس سے محبت کرے پھر اسے عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ یہود کو عذاب اسی وجہ سے دیا جائے گا کہ اللہ کو ان سے کوئی محبت نہیں۔

اسی سلسلہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے کسی دینی بھائی جس کو وہ اللہ کے لئے محبت کرتا ہے، کی زیارت کرے، مگر یہ کہ آسمان سے ایک فرشتہ اس کو ندا دیتا ہے کہ تم طیب ہوئے اور جنت تمہارے لئے عمدہ ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ حاملین عرش سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے اس شخص کی صرف میری محبت کی خاطر زیارت کی ہے اور اس کی میزبانی میرے ذمہ ہے ور پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت سے کم کسی ثواب کو کم نہیں فرماتے۔ (مسند ابی یعلی، مسند بزار)

ترمذی اور مسند احمد میں بھی اس مضمون کی روایات موجود ہیں ملاحظہ ہو ترمذی جلد ۴ ص ۳۶۵ باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۴، ص ۴۲۶)

حافظ ابن حجر نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کے لیے اپنے کسی بھائی کی زیارت اور ملاقات کرے مگر یہ کہ آسمان سے ایک فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ تم طیب ہوئے اور تمہارا چلنا تمہارے لیے مبارک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے حاملین کے سامنے فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری زیارت کی ہے اور اس کی میزبانی میرے ذمہ ہے اور میں اپنے بندے کی میزبانی میں جنت کے علاوہ کی اور شے پر خوش نہیں ہوں گا۔

(المطالب العالیہ جلد ۲ ص ۴۰۶، رواہ ابزار فی کشف الاستار جلد ۲ ص ۳۸۸، اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں، مجمع الزوائد جلد ۸)

۴۔ ان میں سے ایک خلصت بیمار کی عیادت کرنا ہے۔ حدیث میں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب آیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے لیے محبت ہو، تو ایک پکارنے والا یہ آواز دیتا ہے کہ تم بہت اچھے ہو۔ تمہارا چلنا بھی مبارک ہے اور تم نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے"۔ (ترمذی جلد ۴ ص ۳۶۵ باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان وقال حدیث حسن)

ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو یوں روایت کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی زیارت یا عیادت کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں: تم اچھے ہوئے اور تمہارا چلنا مبارک ہو اور تم نے جنت میں ٹھکانہ بنالیا ہے"۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ رحمت الٰہی میں گھس جاتا ہے اور پھر جب اس کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے"۔ (کشف الاستار جلد ۱ ص ۳۶۸ باب عیادۃ المریض)۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو احمد اور بزار نے روایت کیا ہے اور احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان شخص اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ جب تک اس کی عیادت سے واپس نہیں آتا، جنت کے

خرفہ میں رہتا ہے آپ سے پوچھا گیا۔ یارسول اللہ! جنت کے خرفہ سے کیامراد ہے آپ نے فرمایا اس کے میوے اور پھل۔ (مسلم جلد ۴ص ۱۹۸۹)

اسی سلسلہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو صبح کے وقت کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرے۔ مگر یہ کہ شام تک اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ شام کے وقت عیادت کرے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اس کو جنت کے پھل حاصل ہوجاتے ہیں:۔ (رواہ الترمذی وقال حسن غریب سنن ابی داؤد جلد ۲ص ۱۶۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح سے وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی کی اجر و ثواب کی نیت سے عیادت کی تواس کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے کے مطابق دور کردیا جائے گا۔" (سنن ابی داؤد جلد ۲ص ۱۶۵)

جو لوگ کسی مریض کی عیادت کے لئے جائیں۔ مریض یا اس کے گھر والوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ عیادت کے لئے آنے والوں کے سامنے ماکولات یا مشروبات کی قسم میں سے کوئی شے پیش کرے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے تو انہوں نے ایک خادمہ لڑکی سے فرمایا کہ ہمارے ساتھیوں کے لیے کچھ لے آؤ۔ چاہے وہ ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکارم اخلاق جنت کے اعمال میں سے ہیں"۔ (طبرانی: معجم اوسط عن حمید الطویل)

۵۔ ایک خصلت جنت میں لے جانے والی بھولے بھالے آدمی کی مدد اور اعانت کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جو اپنی عقل کی کمی کی وجہ سے اپنے تصرفات اور امور احسن طریق سے ادا نہ کرسکتا ہو، ایسے سیدھے سادے شخص کی اعانت اور مدد کے مختلف طریقے ہیں۔ مثلاً کسی کے بوجھ اٹھانے میں اس کی مدد کرنا، یا اگر کسی کام کو وہ صحیح طریقے سے نہیں کرپارہا تو اس میں اس کی مدد کرنا۔ اس مدد کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں بھی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ کچھ پسند نہ کرے، جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا بعض حصہ دوسرے بعض کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا اس عمارت کی ایک اینٹ بھی اس وقت تک نہیں گرسکتی۔ جب تک کہ وہ دوسری اینٹ کے ساتھ پھنسی ہوئی ہو۔ اس طرح کمزور و ضعیف مسلمان ضعیف شمار نہیں ہوگا اس لیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی وجہ سے طاقتور ہے اور اسے ہر وقت اپنے مدد گار اور مساعد ملیں گے۔ (مسلم جلد ۴ص ۱۹۹۹) (جاری ہے)

عبدالرشید ارشد

اسلام اور جمہوریت

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

دنیا میں مسلمہ طرز ہائے حکومت میں قدامت کے حوالے سے بادشاہت سر فہرست ہے تو جمہوریت کا نمبر آخری ہے۔ کہ یہ جدید دور کی دریافت ہے۔ جمہوریت دنیا میں متعارف ہوئی تو ان لوگوں کے حوالے سے جو ابھی تک بادشاہت کی گود میں ہیں۔ ہماری مراد یورپ سے ہے۔ جہاں ملکہ برطانیہ بھی ہیں۔ اور سکنڈے نیوین بھی اس سے فیضیاب ہیں۔

بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کی بھی تھی، ملکہ سبا کی بھی اور بادشاہت ملکہ برطانیہ کی بھی ہے اور بعض مسلم ممالک میں بھی ہے اور ہر دور، ہر جگہ کا رنگ ڈھنگ نرالا دیکھنے کو ملا ہے۔ کہیں بادشاہت خلافت سے ملتی جلتی ہے تو کہیں خالص آمریت کے قالب میں اور کہیں "جمہوری بادشاہت" کی شوگر کوٹڈ شکل خدمت کر رہی ہے۔ (انبیاء کی بادشاہت تو ان کی نبوت کا خاصہ اور حصہ ہے جو عین اسلام اور منشاء الٰہی ہے اسی بادشاہت کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔)

ایک طرف اگر سوشلزم اور کیمونزم کے بھیس میں آمریت ہے جسے اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح وضع کی گئی تو دوسری طرف سرمایہ دارانہ آمریت عوام کو چکھنے کو ملی۔ گلوبل فیملی ہر طرح کے نظام سے فیض یاب ہو کر کڑوے کسیلے مزے چکھ رہی ہے۔ مٹھاس کی حقیقت پر مبنی شہادت کہیں سے نہیں ملی۔

خالص جمہوریت جس کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ "طرز حکومت" عوام کی خاطر۔ عوام کے ذریعے عوامی حکومت۔ "عوام کے ذریعے، عوامی حکومت" دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ عوام کو بے وقوف بنا کر ان کے ووٹوں سے حکومت بنانے والا عملاً ان کے لئے آمر بن بیٹھتا ہے۔ اور اپنی یا اپنے چند حوالیوں یا آقاؤں کی طے کردہ پالیسیاں نافذ کرتا ہے خواہ ووٹ دینے والے عوام شور مچائیں۔

موجودہ دور میں جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے اسلامی جمہوریت کا نام دے دیا گیا ہے اور اس جمہوریت میں اسلام صرف نام کی حد تک ہے۔ (یہ اسلام میں تحریف ہے اور کفار کا دجل ہے۔ اسلام خود ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس میں پیوند کاری کا مقصد دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔)

عقل کا اندھا پن، کہ دنیا میں خوش نصیب ترین ملت ہونے کے باوجود، کہ نظامِ حکومت (خلافت راشدہ) کی تمام تر جزئیات ہی نہیں حکمرانی کے طویل دور کا عملی تجربہ بھی مکمل محفوظ حالت میں ہمارا سرمایہ ہے، جو انسانی تاریخ کا درخشندہ باب ہے، جس پر غیر بھی رشک کرتے پائے گئے، ہم نظر انداز کئے بیٹھے ہیں

بقیہ ص 9 پر